تصوف کی آڑ میں گمراہیت پھیلانے والے یعنی
تصوف کے جعلی جھنڈابرداروں کی نقاب کشائی

حجابِ تصوف میں بھیانک چہرہ

محمد راحت خان قادری

بانی وناظم اعلیٰ دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

المکتب النور

شکار پور چودھری، ایئر فورس گیٹ، عزت نگر، بریلی شریف

www.faizanetajushshariya.com

Mob. +919457919474, +919058145698

Email: mrkmqadri@gmail.com

حجابِ تصوف میں بھیانک چہرہ

محمد راحت خان قادری
بانی و ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

المکتب النور
شکارپور چودھری، ایئرفورس گیٹ، عزت نگر، بریلی شریف

☆ نام کتاب : حجاب تصوف میں بھیانک چہرہ

☆ مرتب : محمد راحت خان قادری......شاہجہانپوری

بانی وناظم دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

☆ پروف ریڈنگ :مولانا محمد شہراز تحسینی ، دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

مفتی محمد شمس الدین خاں رضوی

صدرالمدرسین جامعہ اسلامیہ فیض القرآن، سلیم پور، نزدکلیر شریف، اتراکھنڈ

☆ صفحات : 44

☆ سال اشاعت : ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰۱۶ء

☆ ناشر : المکتب النور بریلی شریف یوپی

Publisher :

ALMAKTABUN-NOOR

Shikarpur Chudhari Near Izzatnagar
Bareilly Shareef (U.P.) India Pin:243122
Mob:+919457919474, +919058145698
E-mail: faizanetajushshariya@gmail.com
Website: www.faizanetajushshariya.com

شرف انتساب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ.......................(وفات ۱۳۴۰ھ)
صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ الشاہ امجد علی اعظمی قدس سرہ...........(وفات ۱۳۶۷ھ)
مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا قادری قدس سرہ..............(وفات ۱۴۰۲ھ)
جلالۃ العلم علامہ الشاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ...............(وفات ۱۳۹۶ھ)
شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی قدس سرہ.........(وفات ۱۳۸۰ھ)
صاحب تصانیف کثیرہ علامہ عبد الحکیم اختر خان شاہجہانپوری قدس سرہ.......(وفات ۱۴۰۲ھ)

غبارِ درِ اولیا و سادات

محمد راحت خاں قادری غفرلہ

رکن المکتب النور، بانی و ناظم دار العلوم فیضان تاج الشریعہ

شکار پور چودھری، ایئر فورس گیٹ، عزت نگر، بریلی شریف

نذرِ عقیدت

میں اپنی اس ادنیٰ وحقیر کاوش کو اپنے مرشد ومربی وارث علوم اعلیٰ حضرت، تاج الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ شیخ اختر رضا خان قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ خانقاہِ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ نوریہ سوداگران بریلی شریف کی نذر کرتا ہوں۔

جو سرمایۂ اسلاف کے سچے وارث ہیں، لاکھوں علمائے کرام کے مرشد ومربی ہیں، جن کا وجودِ مسعود سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت کے لیے نشانِ امتیاز ہے، جن کا نقش قدم بھٹکتی سسکتی انسانیت کے لیے اس فتنوں بھرے دور میں نشانِ راہِ منزل ہے، جن کی شخصیت ہند وسندھ، عرب وعجم اور شرق وغرب میں مشہور ومعروف اور مقبول ومحترم ہے، جن کا ہر ایک لمحہ حق وصداقت رشد وہدایت دین اسلام کی نشر واشاعت سے عبارت ہے، جن کی نگاہ فیض سے میرے دل کے اندر کچھ کر گزرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اپنے مشفق اساتذۂ کرام اور والدین کریمین کی نذر کرتا ہوں جن کی دعائیں اور محنتیں ہر مشکل وقت میں مجھ کو آسانیاں فراہم کرتی ہیں۔

محمد راحت خاں قادری غفرلہ

پیش لفظ

ایک مسلمان کے لیے اس جہان میں ایمان واعتقاد اور اپنے مذہب سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں ہوسکتی اپنی تمام قیمتی چیزوں کو اس کے تحفظ کے لیے قربان کیا جاسکتا ہے اس کی مثالیں بھی تاریخ کے سنہری صفحات میں درج ہیں کہ ہمارے اسلاف کرام نے دین و مذہب، ایمان واعتقاد کے تحفظ کے لیے اپنی جان مال اولاد کو قربان کر کے اس کی حرمت کو پامال ہونے سے بچایا ہے، لیکن تاریخ نے ان لوگوں کی گھنونی حرکتوں کو بھی محفوظ کیا ہے کہ جنہوں نے مال و دولت، عزت و ثروت اور حصولِ جاہ کے لالچ میں جو ہر ایمان کا بھی سودا کردیا، ان میں سے کچھ نے تو کھلم کھلا غیرون کی روش کو اختیار کرلیا اور کچھ اسلامی لبادے میں ایمان واعتقاد کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کی کوشش میں لگے رہے، بنام مسلمان اہل سنت وجماعت کے علاوہ جتنے فرقے اس دنیا میں پائے جاتے ہیں سب کی تاریخ انہیں گھنونی حرکتوں سے ملتی ہے۔

دیوبندیوں پران کی صریح کفریہ عبارتوں کی وجہ سے علمائے ہند وسندھ، عرب وعجم وغیرہ نے حکم کفر صادر فرمایا دیوبندیوں نے اپنی گندی گھنونی حقیقت کو چھپانے کے لیے خود کو عالم عرب میں صوفی کہنا شروع کردیا تاکہ وہ صوفی کے لبادے میں لوگوں کو دھوکا دے سکیں۔

چلو اب یادوں کی اندھیری کوٹھری کھولیں   کم از کم اک وہ چہرا تو پہچانا ہوا ہوگا

ایسے ہی پاکستان کے ''طاہرالقادری'' جنہوں نے اہل سنت وجماعت کے نظریات سے متصادم باتیں اپنی کتابوں میں لکھیں اور اپنی تحریروں میں کہیں جس کی وجہ سے ہند وپاک کے جمہور علمائے اہل سنت نے ان کے گمراہ اور گمراہ گر بلکہ کافر ہونے کا حکم صادر فرمایا لیکن وہ اپنی حقیقت پر نقاب ڈالنے کے لیے دوسری پالیسی اپناتے ہوئے خود کو سنی، حنفی، عاشق رسول (صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) امام عشق و محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا عقیدت مند بھی ظاہر کرتے رہے یہ صرف اور صرف اس وجہ سے تاکہ ان کی خلاف شرع باتوں پر پردہ پڑا رہے۔

علمائے اہل سنت نے ان کو بے نقاب کیا اور ماضی قریب میں جتنی تحریرات ان کے غیر شرعی نظریات کے رد پر شائع ہوئیں شاید اتنی کسی دوسرے کے رد پر شائع نہیں ہوئیں۔

ہمارے ہندوستان میں ''طاہر القادری'' کے حامی وہابیوں سے میل جول رکھنے والے، ''احسان اللہ صفوی معروف بہ ابومیاں'' ان کا حال بھی کچھ ایسا ہی ہے یہ بھی اپنی خلاف شرع باتوں کو چھپانے کے لیے تصوف کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں اور یہ اسی نقاب تصوف میں چھپ کر اس طرح کے اشعار بھی کہتے ہیں:

کفر و اسلام کی سرحد سے الگ دور کہیں — اک نئی دنیا محبت کی بسائے کوئی

(خضر راہ، ستمبر ۲۰۱۴ء، ص:۳)

اس مضمون میں ان کے اشعار پر گفتگو نہیں ہے کبھی مستقل مضمون میں ان کے اشعار کی کج روی کو واضح کروں گا نمونے کے لیے اس شعر کو پیش کر دیا گیا۔

پیش نظر مضمون میں وہ عبارتیں ہیں جو ''ابومیاں'' کی سرپرستی میں شائع ہونے والی کتابوں یا رسائل میں درج ہیں اگر چہ سب مضامین ان کے نہیں لیکن ان مضامین کو شائع کروانے والے وہی ہیں ایک مرتبہ میں نے ان کی ان باتوں کا رد سوشل میڈیا پر قسط وار شائع کیا اور اس کو ان کے وہی خواہوں اور ان کے مدرسہ کے مدرسین کو پہنچایا لیکن ''ابومیاں'' کی طرف سے نہ تو کوئی صفائی دی گئی اور نہ ہی براءت کا اظہار کیا گیا، اب اس مضمون کو شائع کرنے سے قبل ایک مرتبہ پھر ان کو روانہ کر دیا گیا جب کوئی جواب نہیں آیا۔ اس مضمون کی اشاعت سے ہمارا مقصد اظہار حق کے سوا کچھ نہیں جملہ مضامین نگار کی عبارتوں کے ساتھ ان کے نام کو اس لیے ذکر نہیں کیا ہے تاکہ اصلاحی پہلو غالب رہے اور وہ رجوع کرنے میں کسی قسم کا عار محسوس نہ کریں تو اب اس مضمون کو ''ابومیاں'' کی جانب ہی منسوب کر کے شائع کیا جا رہا ہے کیوں کہ ان عبارتیں کے ذمہ دار اپنے حواریین کے ساتھ وہ بھی ہیں۔

اگر ''ابومیاں'' اپنی جانب سے خلاف شرع باتوں کو خلاف شرع مانتے ہوئے ان سے براءت کا اظہار کر دیں اور اپنی بے تعلقی ظاہر کر دیں تو خیر انجام، ورنہ وہ شرعا مجرم ہیں اور ہم سنیوں

کا یہ فریضہ ہے کہ ہم عوام اہل سنت ان کے ان افکار ونظریات سے باخبر کریں جو ایمان واسلام کے خلاف ہیں۔

اس تحریر کو صرف حق صداقت کی آواز سمجھا جائے کسی کی بے جا حمایت پر ہرگز محمول نہ کیا جائے کیوں کہ اپنا مقصد اخلاص کے ساتھ ہر اس فتنہ سے جنگ کرنا ہے جو اسلامی نظریات کے خلاف سر اٹھانے کی کوشش کرے۔ اللہ رب العزت حق کہنے کی اور حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور راہ حق میں ہی موت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الامین الکریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِاِسْمِهٖ تَعَالٰی وَ الصَّلَاۃ والسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ الْاَعْلٰی

ایمان واعتقاد سے کھلواڑ کر کے شریعت مطہرہ کی قدروں کو پامال کرنا، کیا معاذ اللہ! اسی بھونڈی اور مسخ شدہ صورت کا نام تصوف ہے؟ معبودِ حقیقی خدائے وحدہ لاشریک کے سامنے جھکنے والی پیشانیوں کو اپنے اپنے قدموں پر صورت سجدہ میں رکھوانے والے، مداہنت جن کے دلوں میں پیَری ہوئی ہو کیا وہ تصوف کے علم بردار ہو سکتے ہیں؟ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا تصوف تو اس پاکیزہ ومقدس اور عالی فکر کا نام ہے کہ جو انسان کو کمال تک پہونچا کر اس کے قد کو نہایت بلند اور اونچا کر دیتی ہے۔ ہاں اس نورِ بے مثال کو تصوف کہتے ہیں جس سے سارا عالم جگمگا جاتا ہے، جی تصوف تو محض اسی روحانی سفر کا نام ہے جو شریعت کی مقدس راہوں سے ہوتا ہوا معرفت و حقیقت کی منزل پر تمام ہوتا ہے۔ جو اسی تصوف کے جامع ہوں حقیقت میں وہی ''صوفی'' کہلانے کے اہل ہیں اور جو شریعت مطہرہ بلکہ ایمان وعقائد کا بھی معاذ اللہ! پاس ولحاظ نہ رکھتے ہوں وہ ابلیس رجیم کے کھلونا تو ہو سکتے ہیں صوفی ہرگز نہیں ہو سکتے۔

تصوف

تصوف کا تعارف پیش فرماتے ہوئے عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ (م ۹۷۳ھ) نے فرمایا ہے:

"التصوف انما هو زبدة عمل العبد باحكام الشرعية"۔ (الطبقات الكبرى جلد اول، مقدمة الكتاب، ص:٤، مطبوعة مصر) یعنی تصوف وہ تو احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن خفیف ضبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

"التصوف تصفية القلوب واتباع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی الشریعة"(الطبقات الکبری جلد اول، ذکر ابی عبد الله بن محمد الضبی، ص:٤، مطبوعة مصر)۔ یعنی تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کر کے شریعت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی ہو۔

"علم التصوف تفرع من عین الشریعة" ۔(الطبقات الکبری جلد اول، مقدمة الکتاب، ص:٤، مطبوعة مصر) یعنی علم تصوف چشمۂ شریعت سے نکلی ہوئی جھیل ہے۔

ان دونوں بزرگوں کے اقوال سے معلوم ہوا کہ کوئی بھی انسان اس وقت تک صوفی ہو ہی نہیں سکتا ہے جب کہ وہ شریعت مطہرہ کی بجا آوری میں کامل نہ ہو جائے، اور جب شریعت کی بجا آوری میں کامل ہو جائے گا اس وقت اس کو اللہ تعالیٰ کی سچی توجہ حاصل ہو جائے گی جیسا کہ علامہ احمد بن احمد برنسی مغربی المعروف بہ ''زرّوق'' (م ۸۹۹ھ) فرماتے ہیں:

"وقد حدّ التصوف ورسم وفسربوجوه تبلغ نحو الالفین، مرجع کلها لصدق التوجه الی الله تعالیٰ"۔(قواعد التصوف علیٰ وجه یجمع بین الشریعة والحقیقةویصل الاصول والفقه بالطریقة ص:١٣) یعنی تصوف کی حدّ ورسم تقریبا دو ہزار کے قریب بیان کی گئی ہیں، ان میں سے ہر ایک کا مقصود وصول الی اللہ ہے۔

محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی حضور غوث اعظم قدس سرہ (م ۵۶۱ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

"اقرب الطرق الی الله تعالیٰ لزوم قانون العبودیةوالاستمساك بعروة الشریعة"۔(بهجة الأسرار ص: ٥٠ ،مطبوعة مصر) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے زیادہ قریب راستہ قانون بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رہنا ہے۔

معاصرِ حضرت جنید بغدادی، حضرت سیدی ابو العباس احمد بن محمد الآدمی قدس سرہ (م ۳۰۹ھ) فرماتے ہیں:

"من الزم نفسه آداب الشریعةنور الله تعالیٰ قلبه بنور المعرفة ولا مقام اشرف من مقام متابعة الحبیب صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی اوامره وافعاله واخلاقه"۔(الرسالة القشیریةص ٢٥ ،مطبوعةمصر) یعنی جو اپنے اوپر آداب شریعت

لازم کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نور معرفت سے روشن فرمادے گا اور کوئی مقام اس سے بڑھ کر معظم نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام وافعال اور عادات سب میں حضور ہی کی پیروی کی جائے۔

ان اقتباسات سے یہی واضح ہوتا ہے کہ شریعت مطہرہ کی اتباع و پیروی کرنا یہ حصول تصوف کے لیے شرط اول ہے اور احکام شرع پر عمل یہ موقوف ہے جب تک ایمان نہ ہو اس وقت تک احکام شرع پر عمل درآمد ہونے کا کوئی معنی ہی نہیں ہے اسی طرح سے ایمان کے بعد جب شریعت مطہرہ کی پیروی نہ ہو اس وقت تک منازل تصوف کے حصول کا بھی کوئی معنی نہیں ہے جیسا کہ علامہ احمد بن احمد برنسی مغربی المعروف بہ "زرّوق" (م ۸۹۹ھ) فرماتے ہیں:

"صدق التوجه مشروط بكونه من حيث يرضاه الحق تعالیٰ و بما يرضاه، ولا يصح مشروط بدون شرطه، ﴿وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ﴾(الزمر ۳۹/۷) فلزم تحقيق الايمان ﴿وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ﴾(الزمر ۳۹/۷)فلزم العمل بالاسلام۔ یعنی تصوف کے لیے سچی توجہ اس جانب کے جو حق تعالیٰ کو پسند ہو اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو یہ شرط ہے، اس شرط کے بغیر تصوف صحیح نہیں ہوگا (یعنی تصوف پایا ہی نہیں جائے گا) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: [اور اپنے بندوں کا کفر کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں] تو وجود تصوف کے لیے ایمان لازم وضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: [اور اگر تم شکر کرو تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے۔]

تصوف کی آڑ میں شریعت کی مخالفت

شیطان صرف صوفیائے کرام کے افکار و نظریات ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کا کھلا ہوا دشمن ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿إِنَّ الشَّيْطَٰنَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾(یوسف ۱۲/۵) بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اسی لعین ہی نے تو بارگاہ ایزدی میں انسانوں کے لیے یہ قسم کھائی تھی کہ میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا، ان کو بہکا دوں گا اور خواہشات میں مبتلا کر دوں گا۔ یہی وہ لعین ہے کہ جس نے حضرت آدم (علیٰ نبینا و علیہم افضل الصلوات والتسلیمات) کے جی میں خطرہ ڈالا تھا اور خدا کی جھوٹی قسم کھا کر ان

سے خیر خواہی کا ڈھونگ کیا تھا۔شیطان ہمہ وقت اسی فراق میں ہی سرگرداں ہے کہ کسی طرح انسان کو گناہوں میں ملوث کیا جا سکے بقول صوفیائے کرام ''کبھی کبھی وہ نیک کام کے لیے ننانوے (۹۹) دروازے کھولتا ہے تا کہ انسان سے ایک گناہ کا کام کروا سکے''۔

صوفیائے کرام اللہ تعالیٰ کی طاعت و بندگی میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوتے ہیں اور صوفیائے کرام دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طاعت و بندگی کے لیے بلاتے ہیں اور اس کے لیے کوشاں رہتے ہیں، ان کا مقصود عنداللہ محمود و محبوب ہوتا ہے۔شیطان بھی کبھی کبھی دوسروں کو طاعت و بندگی کی جانب بلاتا ہے اور اس کے لیے کوشاں رہتا ہے، لیکن اس کا مقصود عنداللہ مذموم و مبغوض ہوتا ہے جس کا اندازہ صاحب مثنوی کی بیان کردہ اس حکایت سے بخوبی ہوسکتا ہے:

''امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن صبح کے وقت سوتے رہ گئے تو شیطان نے آکر[حیّ علی الفلاح] کہا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ظاہری حکم کے مکر و فریب کو سمجھ لیا۔ارشاد فرمایا: اے شیطان! تُو تو گناہ کا ہی حکم دیتا ہے، پھر تو مجھے اطاعت الٰہی کا حکم کیسے دے رہا ہے؟ اس تعجب خیز معاملے کا سبب کیا ہے؟ کیونکہ تجھ جیسے سے ایسی توقع نہیں۔شیطان نے کہا: تم کو بیدار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن تم نے فجر کی نماز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ باجماعت نہیں پڑھ پائی تھی تو تم کو اس پر بہت افسوس و شرمندگی ہوئی، تو تمہارے لئے اس اطاعت سے زیادہ اجر و ثواب لکھا گیا جس کی تم بجا آوری کرتے تھے، اسی وجہ سے میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں تم دوبارہ سوتے ہوئے نہ رہ جاؤ اور تم کو پھر وہی اجر و ثواب حاصل نہ ہو جائے۔(مثنوی شریف دفتر دوم ص:۶۳۰)

جس طرح سے شیطان نے نماز کی ہمدردی کا جھوٹا ڈھونگ کیا اسی شیطان کی طرح ہی ہندوستان میں کچھ افراد ایسے ہیں جو تصوف کا راگ الاپتے ہیں اور اپنے آپ کو اپنی ہی زبان سے دنیا کا بہت بڑا صوفی کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے بلکہ ہندوستان سے لے کر دیگر ممالک تک اپنی فرضی صوفیت کا ڈھنڈورا پیٹتے پھرتے ہیں تاکہ عوامِ اہل سنت متنفر ہو کر ان سے دور نہ ہو جب کہ حقیقت یہ کہ وہ قولاً، فعلاً پاکیزہ تصوف کے کھلے ہوئے سخت دشمن ہیں۔ایسے لوگوں کی سیرت و کردار اور ان کی تحریریں عوامِ اہل سنت کے لیے محض ''خطرِ راہ'' کی حیثیت رکھتی

ہیں۔خوف خدا اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عاری کچھ لوگوں نے جب شہرت طلبی، شکم پروری اور حصول دنیا کے لیے جب اپنے دوسرے حربوں کو ناکام ہوتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے محض انہیں خسیس و رذیل دنیاوی چیزوں کے حصول کے لیے اور اپنے گندے چہرے کو چھپانے کے لیے تصوف کا لبادہ اوڑھنا بھی شروع کر دیا اور حجابِ تصوف میں اپنے اس بھیانک بدنما چہرے کو چھپانے کی ناکام کوشش کرنے لگے۔ آیئے ذرا اب ان کے رخ سے نقاب اٹھا کر ان کو بے نقاب کیا جائے تا کہ ان شیطان صفت بناوٹی چہروں سے دوسرے بھولے بھالے سچے سنی مسلمان بھی باخبر ہوسکیں۔

اس فرضی گروہِ صوفیہ کے سرغنہ جن کے یہاں اضطراری کیفیت کے ساتھ ''خوک وخر'' اور ''پروفیسر اختر'' وغیرہ ''ناصر'' وہم فکر کی حیثیت سے حاضر ہوتے رہتے ہیں ان کو ان کے متبعین وساجدین ''داعی اسلام شیخ ابوسعید احسان اللہ محمدی صفوی'' اور ''ابّو میاں'' کہتے ہیں لیکن جب آپ ان کے افکار ونظریات کو پڑھیں گے تو آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ یہ ویسے ہی ''شیخ'' ہیں جیسا ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم جوزیہ کو دیابنہ ووہابیہ ''شیخ'' کہتے ہیں بلکہ ''ابومیاں'' کی سرپرستی میں شائع ہونے والے کتابی سلسلہ ''الاحسان'' میں بھی ابن تیمیہ اور ابن قیم جوزیہ کی مدح وسرائی کی گئی ہے اور ان کو ''شیخ'' وغیرہ معظم الفاظ سے کو یاد کیا گیا ہے۔

ذیل میں گروہِ صوفیہ کے مذکورہ سرغنہ یعنی ''ابومیاں'' کے ان افکار ونظریات کو ذکر کیا جاتا ہے جو ان کی سرپرستی میں شائع کی جانے والی کتابوں کے میں مذکور ہیں قارئینِ کرام بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں اور خود فیصلہ کریں کہ ''ابومیاں'' کا راستہ بزرگان دین، اولیائے کرام، علمائے ذوی الاحترام اور مجتہدین امت (رحمہم اللہ) کے راستے سے کتنا الگ ہے۔

سید سراواں الٰہ آباد والوں کے بعض افکار ونظریات

(۱) ''اس وقت کسی فرد کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ہم تاویل کرنے والوں کی تکفیر کریں گے۔ (ماہنامہ خضر راہ الٰہ آباد مئی ۲۰۱۳ء ص:۱۳)

(۲) ''ان (ابومیاں) کی بارگاہ میں ہند ومسلم، مومن و کافر، سنی شیعہ، حنفی شافعی، دیوبندی بریلوی، اور امیر وفقیر، عالم و جاہل، گورے کالے ہر طرح کے پیاسے آتے

ہیں''۔(نغمات الاسرار ص:۱۱)

(۳)''وہ(ابومیاں)حنفی ہیں مگران کی تقلید میں جمودنہیں''۔(نغمات الاسرار ص:۱۱)

(۴)''حضرت(ابومیاں)کی شخصیت ایک جہت سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی سی ہے تو دوسری طرف جب فقہ وافتا کی بات آتی ہے تو کبھی کبھی نگاہ کوتاہ بین کوتقلید کی زنجیریں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں''۔(نغمات الاسرار ص:۶)

(۵)''حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ ''قرأت خلف الامام'' کے قائل صرف اس لیے تھے کہ ان کے پاس حدیث تھی یہاں انہوں نے قول امام پر عمل کرنے سے زیادہ بہتر قولِ رسول پر عمل کرنے کوخیال کیااور یہ معمول اس سلسلے میں آج بھی چلا آرہا ہے۔صوفی حکیم ہوتا ہے مقاصدِ شریعت پراس کی نگاہ ہوتی ہے،ضرورت وحاجت کے تحت یاروحانی کشف کی بنیاد پربعض مسائل میں منفرد ہوتے ہیں اس کے باوجود مقلد ہی کہے جائیں گے''۔(الاحسان،شمارہ۱،ص:۲۵۰)

(۶)''اگرتم حنفی ہوتو بتاؤ کہ ان تینوں فقہی مذاہب حنبلی،مالکی اورشافعی کے پیروکاروں میں کوئی اللہ کاولی ہے یانہیں؟اگر ہے تو بتاؤ کسی ولی کی اقتدامیں نماز ہوگی یانہیں؟افسوس کہ ایک حنفی نماز تو چھوڑسکتا ہے مگر کسی شافعی یا حنبلی کی اقتدانہیں کرسکتا!تعجب ہے کہ تم اپنے اصول کا دوسروں کو پابند بناتے ہو جب کہ ان کے پاس بھی قرآن وسنت سے مستنبط اصول موجود ہیں،جن کوتم برحق کہتے ہو۔بتاؤ کیاتم تضاد بیانی کے شکارنہیں ہوزبان سے برحق مانتے ہواوردل سے باطل قرار دیتے ہوقولاحق گردانتے ہو اور فعلا اس کا بطلان کرتے ہو کیا یہ نفاق خفی نہیں ہے؟''(الاحسان کتابی سلسلہ۴/افادات ابومیاں،ص:۲۳)

سیدسراواں الٰہ آباد کے''ابومیاں''اورسوادِاعظم کی مخالفت

پہلااقتباس

دیابنہ ووہابیہ،رافضی وچکڑالوی اوراہل حدیث اہل وغیرہ کون سافرقہ ایسا ہے جواپنے غلط افکارونظریات کی موقع پڑنے پرتاویل نہیں کرتا؟لیکن''ابومیاں'' کے زیرِسایہ شرنکلنے والے رسالے میں صاف کہہ دیا گیا:

''اس وقت کسی فرد کی تکفیرنہیں کی جائے گی اور نہ ہی ہم تاویل کرنے والوں کی تکفیر

کریں گے''۔(ماہنامہ خضر راہ الہ آباد مئی ۲۰۱۳ء ص:۱۳)

وہ فرقہائے باطلہ جو کہ بدمذہب ہیں اور ان کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچی ہوئی ہے ان پر تو علمائے حرمین شریفین کے علاوہ ساری دنیا کے علمائے حق اہل سنت و جماعت بلکہ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی جانب سے ان کے عقائد کفریہ کی وجہ سے حکم کفر ہے۔ تو ''ابومیاں'' کی جانب سے علمائے حرمین شریفین کے علاوہ ساری دنیا کے علمائے حق اہل سنت و جماعت بلکہ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی کھلی مخالفت نہیں تو کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں ہندو مسلم، مومن و کافر، سنی شیعہ، حنفی شافعی، دیوبندی بریلوی، اور امیر و فقیر، عالم و جاہل، گورے کالے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

''ان (ابومیاں) کی بارگاہ میں ہندو مسلم، مومن و کافر، سنی شیعہ، حنفی شافعی، دیوبندی بریلوی، اور امیر و فقیر، عالم و جاہل، گورے کالے ہر طرح کے پیاسے آتے ہیں''۔(نغمات الاسرار ص:۱۱)

کفر صریح میں تاویل کی حیثیت

دیابنہ وغیرہ وہ فرقے جن کی عبارات کفریہ کی وجہ سے علمائے کرام نے ان پر حکم کفر صادر کیا ہے ان کی ان کفریہ وخبیثہ عبارت پر مطلع ہوتے ہوئے بھی ان کی تکفیر سے رکنا یہ شریعت مطہرہ کے خلاف ہے بلکہ صریح کفریہ عبارتوں میں کسی بھی قسم کی تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بھی بات کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں، اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذف مضاف حکم خدا مراد ہے، یعنی قضا دو ہیں: مبرم و معلق۔

کیا ایسے صریح کفر میں تاویل سنی جائے گی؟ نہیں ہرگز نہیں سنی جا سکتی۔

شفا شریف میں ہے:

"التاویل فی لفظ صراح لا یقبل"۔(الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الرابع ۲/۲۰۹) صریح (کھلے) لفظ میں تاویل کا دعویٰ مسموع نہیں ہوتا۔

ملا علی قاری قدس سرہ (م) شرح شفا میں فرماتے ہیں:

"هو مردود عند القواعد الشرعية"۔(شرح الشفاء لملاّ علی القاری، القسم

الرابع، الباب الأول ۳۹۶۲) ایسا (صریح میں تاویل کا) دعوی شریعت میں مردود ہے۔
نسیم الریاض میں ہے:
"لایلتفت لمثله و یعد هذیانا"۔(نسیم الریاض ٤/٣٩٦)۔ایسی تاویل کی جانب التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔
علما وفقہا کی یہ عبارتیں ''ابومیاں'' کے مدرسے کے کوئی مدرس ان کو پڑھ کر سنادیں تا کہ وہ اپنے رسالے میں چھپے ہوئے اپنے موقف (''اس وقت کسی فرد کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ہم تاویل کرنے والوں کی تکفیر کریں گے''۔(ماہنامہ خضر راہ الہ آباد مئی ۲۰۱۳ء ص:۱۳) پر غور فکر کر کے توبہ ورجوع کرلیں اور اکابر واسلاف کے موقف حق کو اختیار کرلیں۔
فیصلہ قارئین کے حوالے کہ وہ مذکورہ عبارت کو پڑھ کر خود غور کریں ''ابومیاں'' کی یہ روش درست ہے یا نہیں؟؟

کفار کی صحبت وقربت سے بچنے کے متعلق حکم قرآن

اللہ تعالیٰ نے برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کو منع فرمایا ہے قرآن مقدس میں یوں ہے:
''وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّٰلِمِينَ"(الأنعام ٦/٦٨) ورجوکہیں تجھے شیطان بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔
سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رب تبارک وتعالیٰ یوں مدح سرائی فرماتا ہے:
''مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ"(الفتح ٤٨/ ٢٩) محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔
تفسیر مدارک میں مذکورہ آیت کے تحت یوں ہے:
''وبلغ من تشددهم علی الكفار أنهم كانوا يحرزون من ثيابهم أن تلزق ثيابهم ومن أبدانهم ان تمس أبدانهم ''یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شدت کفار پر اس درجہ تھی کہ وہ حضرت اپنے کپڑوں کو بھی کافروں کو چھونے سے بچاتے تھے اپنے جسموں کو بھی

کافروں کے جسموں سے مس ہونے سے دور رکھتے تھے۔

حدیث شریف میں ہے:

''عن ابن عمر، قال قال رسول الله سلی الله تعالیٰ علیه وسلم من أعرض بوجه عن صاحب بدعة بغضاً له، ملأ الله قلبه یُمُناً وایمانا و من انتهر صاحب بدعة أمنه الله تعالیٰ یوم الفزع الأکبر، ومن أهان صاحب بدعة رفعه الله فی الجنة مائه درجة ومن سلّم علیٰ صاحب بدعة أو لقیه بالبشری أو استقبله بما یسره فقد استخفّ بما انزل علیٰ محمد''۔(کنزالعمال، رقم الحدیث:۵۵۹۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی بدمذہب کواس کی بدمذہبی کی وجہ سے دشمن جان کراس سے منہ پھیرے اللہ تعالیٰ اس کا دل امان اور ایمان سے بھر دے۔ جو کسی بدمذہب کو جھڑکے اللہ تعالیٰ اسے اس بڑی گھبراہٹ کے دن امان دےاور جو کسی بدمذہب کی تذلیل کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے سو درجے بلند فرمائے، جو کسی بدمذہب کوسلام کرے یا اس سے خوشی کے ساتھ ملے یا اس کے سامنے ایسی بات کرے جس سے اس کا دل خوش ہو اس نے ہلکی جانی وہ چیز جو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔

قارئین کرام! غور کیجیے ہند و مسلم، مومن و کافر، سنی، شیعہ، دیوبندی وغیرہ تمام فرقہائے باطلہ سے اتحاد و اختلاط کرنا یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام کے خلاف ہے یا نہیں؟

''ابومیاں'' کی خانقاہِ سراواں مرکز اختلاط بدمذہباں

دوسرا اقتباس

''ان (ابومیاں) کی بارگاہ میں ہند و مسلم، مومن و کافر، سنی شیعہ، حنفی شافعی، دیوبندی بریلوی، اور امیر و فقیر، عالم و جاہل، گورے کالے ہر طرح کے پیاسے آتے ہیں''۔(نغمات الاسرار ص:۱۱)

کیا اس عبارت میں اس بات کا کھلا ہوا اعلان نہیں کہ ''ابومیاں'' سب سے اختلاط رکھتے ہیں؟ نیز اس میں عوام کو سب سے اختلاط رکھنے، میل جول اور رشتہ قائم کرنے کی کھلی

ترغیب نہیں ہے؟ کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ یہاں شریعت مطہرہ کے خلاف بدمذہبوں سے کھلم کھلا اختلاط رکھا جاتا ہے۔ جب کہ علمائے دین واولیائے کاملین نے بدمذہبوں سے دور و نفور رہنے کا حکم دیا ہے۔

بدمذہب کے ساتھ بزرگانِ دین کا برتاؤ

یہ جعلی تصوف کے جھنڈا بردار ''ابومیاں'' کی بارگاہ کا معاملہ تھا اب رأس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد جلیل القدر تابعی حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ(۱۱۰ھ) کا بدمذہب کے ساتھ برتاؤ ملاحظہ ہو:

''عن اسماء بن عبید قال دخل رجلان من اهل الأهواء علیٰ ابن سیرین فقال یا ابابکر نحدثك بحدیث، فقال لا، قالا فنقرأ علیك آیة من کتاب الله؟ قال لا، لتقومان عنیأو لاقومن قال فخرجا"(سنن الدارمی، باب اجتناب أهل الأهواء والبدع، رقم الحدیث: ٤٠٠) ''اسماء بن عبید سے روایت ہے کہ دو بدمذہب آدمی حضرت امام محمد بن سیرین کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی اے ابوبکر! ہم آپ سے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں، ان دونوں نے عرض کی قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھیں؟ فرمایا نہ، یا تو تم میرے پاس سے چلے جاؤ یا میں چلا جاؤں گا، آخر وہ دونوں نکل گیے۔

بدمذہب کے متعلق شرح مقاصد میں یوں ہے:

''أن حکم المبتدع البغض والاهانة والرد والطرد"۔(شرح المقاصد، الفصل الرابع فی الامامة، ج:۲، ص:۲۷۰) یعنی بدمذہب کا حکم اس سے بغض رکھنا، اسے ذلت دینا، اس کا رد کرنا اور اسے دور ہانکنا ہے۔

سیدالاولیا، سند الاصفیا حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ(م۵۶۱ھ) فرماتے ہیں:

''وأن لا یکاثر أهل البدع ولایدانیهم ولایسلم لأن امامنا امام أحمد حنبل رحمة الله علیه قال من سلم علیٰ صاحب البدعة فقد أحبه لقول النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم افشوا السلام بینکم تحابوا ولایجالسهم ولایقرب منهم ویهنیهم فی الأعیاد وأوقات السرور ولایصلی علیهم اذا ماتوا ولایترحم علیهم اذا ذکروا بل

یـابـنهـم ویـعـادیهـم فـی الـلـه عـزوجـل معتقدا بطلان مزهب أهل البدعة محتسبا بـذلـکـالثـواب الـجـزیـل والأجر الکثیر"۔(غنیة الطالبین، فصل فی اعتقاد اهل السنة ..،الجزء الأول،ص،۱۵) اوراہل بدعت کے ساتھ مباحثہ،مبالغہ اوران کے ساتھ اختلاط نہ کرنا چاہیے۔نہ ان کو سلام کرے کیوں کہ ہمارے پیشوا حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے اہل بدعت کو سلام کیا گویا اس سے دوستی کی۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام اپنے آپس میں کروتا کہ باہم ربط واتحاد زیادہ ہواور بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھو، نہ ان کے پاس جاؤاور خوشی کے دنوں اور عید میں مبارک باد نہ کہواور جب وہ مریں ان کے جنازہ نہ پڑھواور جب ان کا ذکر ہوتو مہربانی وشفقت کے کلمے ان کے حق میں نہ کہو بلکہ ان سے دور رہواور دشمنی رکھواللہ تعالیٰ کے لیے اس اعتقاد سے کہ مذہب اہل بدعت کا مذہب جھوٹا ہےاوران کی دشمنی سے ہم کو ثواب حاصل ہوگا۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں:

''پس پیغمبر خودرا کہ موصوف بخلق عظیم ست بجہاد کفار وغلظت بایشاں امر فرمود۔معلوم شد کہ غلظت بایشاں داخل خلق عظیم ست''۔(مکتوبات مجدد الف ثانی، ج:۱، مکتوب نمبر۱۶۳، ص:۱۶۵) یعنی اپنے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کہ خلق عظیم کے ساتھ موصوف ہیں کافروں پر جہاد اوران پر غلظت فرمانے کا حکم دیا۔معلوم ہوا کہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ غلظت وشدت برتنا خلق عظیم میں داخل ہے۔

دوسرے مقام پر یوں ہے:

''اجتناب از صحبت مبتدع لازم ست وضرر مبتدع فوق ضرر کافرست''۔(مکتوبات مجدد الف ثانی، ج:۱، مکتوب نمبر۵۴، ص:۵۴) یعنی بدمذہب کی صحبت سے بچنا لازم ہے اور بدمذہب کی صحبت کا نقصان کافر کی صحبت سے زیادہ ہے۔

''ابومیاں'' کی تقلید سے بیزاری اور مقلدین پر کوتاہ بینی کا الزام

تیسرا اور چوتھا اقتباس

''وہ (ابومیاں) حنفی ہیں مگران کی تقلید میں جمود نہیں''۔(نغمات الاسرار ص:۱۱)(۴)

''حضرت (ابومیاں) کی شخصیت ایک جہت سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی سی ہے تو دوسری

طرف جب فقہ وافتا کی بات آتی ہے تو کبھی کبھی نگاہ کوتاہ بین کو تقلید کی زنجیریں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں''۔ (نغمات الاسرار ص:۶)

کیا اس اقتباس میں تقلید کے اوپر چھینٹا کشی کرنے کے ساتھ ساتھ ''مولوی اسماعیل دہلوی'' کی ذہنیت کی بو نہیں آتی ہے؟ کیا اس میں مقلدین کو طعن وتشنیع نہیں کی گئی ہے؟ (علما، اولیا، صلحا، صوفیہ اور اتقیا بلکہ سید الاولیا، سند الاصفیا حضور غوث اعظم جیلانی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری وغیرہ تمام) مقلدین کو کوتاہ بین نہیں کہا گیا؟ ان کی تقلید پر جمود کا الزام نہیں لگایا گیا ہے؟ اس اقتباس سے ان کی غیر مقلدانہ اور وہابیہ نواز ذہنیت آشکارا نہیں ہوتی ہے؟

تقلید پر وہابیہ کی تنقید

جماعت وہابیہ کے نزدیک تقلید ناجائز وحرام بلکہ شرک بدعت ہے وہ اس پر ہر طرح سے تنقید کرتے ہیں بلکہ انہوں نے تقلید کے رد پر بہت سی کتابیں بھی تحریر کی ہیں بطور نمونہ ان کی کتابوں کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

وہابیوں کے مشہور پیشوا و محدث، شیخ الکل فی الکل، مولوی نذیر حسین اپنی تقلید بیزاری کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''المختصر تقلید نہ تو کسی آیت قرآنیہ سے ثابت ہے، اور نہ کسی حدیث سے، اور نہ کسی امام نے اپنی تقلید کرنے کی اجازت دی ہے، تقلید کے بطلان میں بہت اچھے اچھے رسالے تصنیف ہو چکے ہیں۔ (فتاوی نذیریہ مبوب ومترجم، ج:۱، ص:۱۶۴)

دوسری جگہ تقلید شخصی اور التزام مذہب معین پر ان الفاظ میں تنقید کی ہے:

''پھر جو کوئی اس (غیر مقلد) کو برا کہے اور شادی غمی میں اس سے نفرت وعداوت کرے، اور نہ ملے، وہ فاسق ومخالف کتاب وسنت اور مبتدع متعصب اغلظ ہے، ایسے متعصب بدعتی اغلظ سے ملنا ترک کرے، کیوں کہ برضا ورغبت مبتدع سے ملنا ہدم اسلام کا موجب ہے جیسا کہ اس مضمون کی حدیث مشکوۃ وغیرہ میں وارد ہے، کیوں کہ تقلید شخصی اور التزام مذہب معین پر شارع کا حکم اور خطاب صادر نہیں ہوا، پس جس عقیدہ پر خدا اور رسول کا حکم ناطق نہ ہو، وہ عقیدہ اور

عمل مردود اور قبیح ہوتا ہے''۔ (فتاوی نذیریہ مبوب ومترجم، ج:۱،ص:۱۷۱)

وہابی مولوی حکیم درویش فاروقی نے یوں لکھا ہے:

''اس دور میں مقلدین کی وہی حالت ہے جو گمراہ قوموں کی انبیا علیہم السلام کے سامنے تھی''۔ (مسئلۂ تقلید،ص:۱۰۲)

وہابیوں کے عظیم پیشوا و امام العصر وعلامہ ''نواب صدیق حسن خاں'' بھوپالی نے یوں لکھا ہے:

''تقلید کسی مذہب کی واجب نہیں، آزادی مذہب بھی عجیب نعمت ہے''۔ (ترجمان وہابیہ،ص:۲۹)

دوسرے مقام پر یوں لکھا ہے:

''ہمیں مذہب کے نام سے چڑ ہے،ہم کو مذہبی جاننا بالکل ستانا ہے''۔ (ترجمان وہابیہ،ص:۳۰)

ایک جگہ اور بالکل ''ابومیاں'' کے کتابچہ سے ملتا جلتا لکھا ہے ملاحظہ ہو:

''یہ چاہتے ہیں وہی تعصب مذہبی وتقلید شخصی اور ضد اور جہالت آبائی جو ان میں چلی آتی ہے قائم رہے''۔ (ترجمان وہابیہ،ص:۵۶)

اب ''ابومیاں'' کے اقتباسات کو پڑھیے پھر دیکھیے کہ ان کی فکر ونظر وہابیوں سے میل کھاتی ہے یا ہمارے اکابر علما و اولیا، فقہا و صوفیہ وغیرہ سے جب بلا تعصب وہابیوں اور ''ابومیاں'' کی عبارتوں میں تقابل کیا جائے گا تو قاری یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ یقیناً یہ عبارتیں ہمارے اسلاف کرام کے افکار ونظریات کے خلاف ہیں۔

تقلید اور اکابر اہل سنت

کائنات تصوف وسلوک کی عظیم ہستی ''حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی'' قدس سرہ کے ایک مبارک اقتباس کو اس نیت سے نقل کیا جاتا ہے کہ شاید وہ ''ابومیاں'' کے کام آئے اور ان کے دل کا اندھیرا دور ہو:

''شریعت وطریقت میں اپنے آپ کو محض مقلد سمجھیں اور ان دونوں دل پذیر

طریقوں میں اپنے دعویٰ اجتہاد سے دور سے دور تر رہیں''۔(سراج العوارف فی الوصایا والمعارف،ص:۴۱)

بغرض اصلاح ''ابومیاں'' سے عرض ہے کہ شریعت وطریقت دونوں میں ہی اپنے آپ کو ائمہ فقہ وطریقت کے تابع رکھیں اور ائمہ واسلاف کرام کے افکار ونظریات کو یکسر نظرانداز کرکے زیادہ اونچا اڑنے کی کوشش نہ کریں ورنہ آپ تو بہت چھوٹی چیز ہیں ان علم والوں کے لیے کہ جن کو علم تو ہے لیکن علم فقہ میں درک نہیں رکھتے حضرت امام سفیان بن عیینہ قدس سرہ (م ۸۱۵ھ) نے یوں فرمایا ہے:

''الحدیث مضلة الا للفقهاء ''یعنی حدیث شریف فقہائے کرام کے علاوہ کے لیے گمراہ کرنی والی ہے۔

جس طرح سے قرآن مقدس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے''۔(القرآن، البقر ۲/۲٦)

گمراہ ہونے والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اقوال اسلاف کرام کو چھوڑ کر فہم قرآن کے دعوے دار ہیں۔لہذا اب خود ہی غور کیجیے اور سوچیے کہ علما وفقہا، اتقیا وصوفیہ کا راستہ بہتر ہے یا گمراہوں کا وہ راستہ جو آں جناب نے اختیار کر رکھا ہے۔

فقہ حنفی اور احناف پر بہتان

پانچواں اقتباس

(۵) ''حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ ''قرأت خلف الامام'' کے قائل صرف اس لیے تھے کہ ان کے پاس حدیث تھی یہاں انہوں نے قول امام پر عمل کرنے سے زیادہ بہتر قولِ رسول پر عمل کرنے کو خیال کیا اور یہ معمول اس سلسلے میں آج بھی چلا آرہا ہے۔صوفی حکیم ہوتا ہے مقاصدِ شریعت پر اس کی نگاہ ہوتی ہے،ضرورت وحاجت کے تحت یا روحانی کشف کی بنیاد پر بعض مسائل میں منفرد ہوتے ہیں اس کے باوجود مقلد ہی کہے جائیں گے''۔(الاحسان،شمارہ ا،ص:۲۵۰)

مذکورہ اقتباس کو دوبارہ ملاحظہ کیجیے اور دیکھیے کہ اس عبارت سے یہ مطلب بالکل

واضح مفہوم ہوتا ہے کہ جو لوگ تقلید کرتے ہوئے قول امام پر عمل کرتے ہیں وہ حدیث پر عمل نہیں کرتے اور قول امام پر کوئی حدیث نہیں بلکہ حضرت امام اعظم قدس سرہ کا قول حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ کیا یہ ہم ''مقلدینِ حضرت امام اعظم'' قدس سرہ پر بہتان و الزام نہیں ہے؟

انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے!

مذکورہ قول کے متعلق مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب المجمع الاسلامی مبارک پور کئی اعتبار سے تنبیہ کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

''اس کا صاف مطلب یہ کہ جو لوگ قول امام پر عمل کر رہے ہیں وہ حدیث پر عمل نہیں کرتے اور قول امام کی تائید میں حدیث نہیں۔ یہ تو فقہ حنفی اور احناف پر بہت بڑا الزام ہے پھر یہ بات آپ حصر کے ساتھ کہہ رہے ہیں اس پر اور زیادہ تعجب ہے اور یہ بات بھی عجیب ہے کہ قول امام پر عمل کرنے سے زیادہ بہتر قول رسول پر عمل کرنے کو خیال کیا۔ جب کہ خود احناف کے نزدیک بھی حدیث رسول کے مقابلے میں قول امام کوئی معنی نہیں رکھتا اور نہ قول امام حدیث کے مقابل آسکتا ہے۔ قول امام تو اس وقت قابل عمل ہوتا ہے جب وہ کسی حدیث سے مستنبط ہو، یا کوئی شرعی حدیث نہ ہو تو قیاس امام پر عمل ہوگا اور اگر محض قول امام حدیث کے مقابلے میں ہو تو اس کو ترک کرنا اور حدیث پر عمل کرنا نہ صرف یہ کہ زیادہ بہتر ہوگا بلکہ واجب ہوگا کہ خود ہمارے امام اعظم نے فرمایا: **اذا صح الحدیث فھو مذھبی**. اس کی پوری بحث اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی معرکہ آرا کتاب ''**الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی**'' میں ملاحظہ کی جائے۔

حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ جس وجہ سے بھی قرأت خلف الامام کے قائل رہے ہوں مگر اس کی بہتر حال صحیح طریقے سے نہیں کی گئی پھر آگے چل کر کشف کو بھی بنیاد بتایا گیا ہے اگر کشف پر اعمال کا دارومدار رکھا جائے تو پھر جتنے کشوف ہوں گے اتنے مسالک جنم لیں گے۔ کیوں کہ کشف دوسرے کے لیے حجت نہیں اور خود اپنے لیے بھی یقین کا فائدہ نہیں دیتا لہذا اس کی وجہ سے قول امام کو رد نہیں کیا جا سکتا اور اولیا اللہ نے کشف کو فقہیات میں بنیاد بھی نہیں بنایا اور نہ بتایا۔

''صوفی حکیم ہوتا ہے اور مقاصد شریعت پر اس کی نگاہ ہوتی ہے''۔ یہ جملہ بھی اس بات کا غماز ہے کہ گویا ائمہ مجتہدین حکیم نہیں ہوتے اور ان کی نظر مقاصد شریعت پر نہیں ہوتی جب کہ یہی فقہا و مجتہدین کا طرۂ امتیاز ہے اللہ کی طرف سے انہیں یہی قوت ملتی ہے کہ وہ اجتہاد کے عمل میں کامیاب ہوتے ہیں اور مجتہدین کرام خود بھی صاحب کشف تھے مگر کہیں بھی نہیں آیا ہے کہ انہوں نے اپنے کشف کی بنیاد پر کسی مسئلے کا استنباط کیا ہو۔'' (انتہیٰ ملخصاً، الاحسان، شمارہ ۲، ص: ۳۹۱، ۳۹۲)

حضرت امام اعظم ائمہ طریقت وسلوک کے بھی امام ہیں

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۵۰ھ) کے بلند رتبہ کے متعلق علامہ شامی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''امام اعظم ابوحنیفہ'' قرآن کریم کے بعد سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہیں۔ ان کی تعریف کے لیے تو ان کے مذہب کا اتنا زیادہ مقبول ہونا ہی بہت ہے۔ تصوف و طریقت اور حقیقت معرفت میں بھی آپ کا مقام بہت بلند و بالا ہے بلکہ وہ ائمہ طریقت وسلوک کے بھی امام ہیں۔ بہت سے اولیائے کرام جن کو مشاہدہ و مکاشفہ، تصوف و طریقت اور معرفت و حقیقت کا امام سمجھا جاتا ہے انہوں نے آپ کی تقلید فرمائی ہے ذیل میں اس حوالے سے کچھ نام ذکر کیے جاتے ہیں:

ابواسحاق، ابراہیم بن ادہم بن منصور بلخی (م ۱۶۲ھ)
شقیق بلخی (م ۱۹۴ھ)
معروف کرخی بن فیروز (م ۲۰۰ھ)
شیخ المشائخ، وذوالقدم الراسخ ابویزید بسطامی (م ۱۶۱ھ)
فضیل بن عیاض خراسانی (م ۱۷۸ھ)
داؤد طائی ابن نصر بن نصیر بن سلمان کوفی طائی (م ۱۶۰ھ)
ابوحامد لفاف احمد بن خضرویہ بلخی خراسانی (م ۲۴۰ھ)
خلف بن ایوب (م ۲۱۵ھ)
عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ)

شیخ الاسلام، صائم الدہر وکیع بن جراح بن ملیح بن عدی کوفی (م ۱۹۸ھ)
ابوبکر وراق محمد بن عمرو ترمذی (م ۲۴۰ھ)
عارف کامل حاتم اصم (م ۲۳۷ھ)
قطب الوجود سید محمد شاذلی بکری (م ۸۴۸ھ)

یہ وہ اساطین تصوف وطریقت ہیں جنہوں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی تقلید کو اختیار کیا ہے اور اسی پر گامزن رہے۔

تصوف وطریقت اور حقیقت ومعرفت میں حضرت مام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ کا مقام مرتبہ حضرت امام ابوقاسم قشیری قدس سرہ (م ۴۶۵ھ) نے یوں بیان فرمایا ہے:

”وقد قال الأستاذ أبو القاسم القشيرى فى رسالته مع صلابته فى مذهبه وتقدمه فى هذه الطريقة:

سمعت الأستاذ أبا على الدقاق يقول: أنا أخذت هذه الطريقة من أبى القاسم النضراباذى، وقال أبو القاسم: أنا أخذتها من الشبلى، وهو اخذها من السرى السقطى، وهو من معروف الكرخى، وهو من داؤد الطائى، وهو أخذ العلم و الطريقة من أبى حنيفة، و كل منهم أثنى عليه و أقر بفضله۔“(مقدمة رد المحتار على الدر المختار، ۱/۱۵٦)

اپنے مذہب (شافعی) میں بہت زیادہ پختہ ہونے اور تصوف کی راہ میں بہت بلند ہونے کے باوجود استاذ ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ (قشیریہ) میں یوں فرمایا:

میں نے استاذ ابوعلی دقاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ میں نے اس طریقت کو امام ابوقاسم نضر اباذی سے حاصل کیا، اور ابوالقاسم نے فرمایا: میں نے اس کو شبلی سے حاصل کیا، اور انھوں نے سری سقطی سے حاصل کیا، انھوں نے معروف کرخی سے، انھوں نے داؤد طائی سے، اور انھوں نے علم وطریقت کا حصول حضرت امام اعظم سے کیا۔ ان صوفیائے کرام میں سے ہر ایک نے حضرت امام اعظم کی تعریف کی اور ان کی عظمت کا اعتراف کیا۔

اسی میں ہے:

”فعجبا لك يا أخى:

ألـم يـكـن لك أسوة حسنة في هؤلاء السادات الكبار؟ أ كانوا متهمين في هـذا الاقرار والافتخار، وهم ائمة الطريقة وأرباب الشريعة والحقيقة، ومن بعدهم في هـذا الأمر فلهـم تبع، و كـل مـا خـالف ما اعتمدوه مردود و مبتدع۔" (مـقدمة رد المحتار على الدر المختار، ١/١٥٦، ١٥٧)

تجھ پر تعجب ہے اے بھائی:

کیا تیرے لیے ان بزرگوں میں اسوۂ حسنہ نہیں ہے؟ کیا وہ اس اقرار وافتخار میں متہم ہیں حالاں کہ وہ طریقت کے امام اور شریعت وحقیقت کے جامع ہیں، اور اس معاملہ میں ان کے بعد والے انہیں کے تابع ہیں اور بعد والوں میں سے جو معتمد کی مخالفت کرے وہ مردود ومبتدع ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مذہب حنفی

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ کے مذہب کو وہ بلندی ورفعت عطا فرمائی جو دیگر مذاہب کو حاصل نہ ہوسکی یہی وجہ ہے کہ قرب قیامت تمام مذاہب منقطع ہو جائیں گے صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں حضرت علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ (م ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"و حسبك مـن مـناقبـه اشتهار مذهبه ما قال قولا الا أخذ به امام من الأئمة الاعلام، وقد جعل الله الحكم لأصحابه و أتباعه من زمنه الى هذه الأيام، الىٰ أن يحكم بـمـذهبـه عيسىٰ عليه السلام۔" (مقدمة رد المحتار على الدر المختار، ١/١٥١) ۔اے مخاطب تجھے امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ کے مناقب میں سے آپ کا مذہب کا مشہور ہونا ہی کافی ہے۔ آپ نے جو بھی بات ارشاد فرمائی اس کو ائمہ اعلام میں سے کسی نہ کسی امام نے اختیار کیا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اصحاب اور متبعین کے لیے آپ کے زمانے سے اب تک عہدۂ قضا کو مقرر فرمایا، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے مذہب کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''حقیقت سخن حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ معلوم شد کہ در فصول ستہ نقل کردہ اند کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ ولسلام بعد از نزول بمذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عمل خواہد کرد۔'' (مکتوبات امام ربانی، ج:۱، حصہ:۵، مکتوب:۲۸۲، ص:۳۶۴) اس وقت حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کی اس بات کی بھی حقیقت معلوم ہوگئی جو انھوں نے فصول ستہ میں نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ ولسلام نزول کے بعد امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے مطابق عمل فرمائیں گے۔

اس مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کا ایک اقتباس اپنے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے جس میں مذہب حنفی کی عظمت ومقبولیت کا ثبوت بھی ہے اور مخالفین کے ایک الزام اور شبہ کا ازالہ بھی ۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ (م ۱۳۴۰ھ) سے سوال کیا گیا:

''**عرض**: حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ مجتہد ہیں؟

ارشاد: ہاں، مگر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ انھیں اجتہاد کی اجازت نہ ہوگی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تلقی جملہ احکام کریں گے اور ان پر عمل فرمائیں گے۔

عرض: نماز کس طرح پڑھیں گے؟

ارشاد: طریقۂ حنفیہ کے مطابق، نہ یوں کہ مقلد حنفی ہوں گے بلکہ یوں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی طرح فرمائیں گے، اس دن کھل جائے گا کہ اللہ ورسول کو سب سے زیادہ پسند مذہب حنفی ہے، اگر وہ مجتہد ہیں تو جملہ مسائل میں ان کا اجتہاد ورنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مطابق مذہب امام اعظم ہوگا، اسی خیال سے بعض اکابر کے قلم سے نکلا کہ وہ حنفی المذہب ہوں گے بلکہ یہی لفظ معاذ اللہ! سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت صادر ہو گیا، حاشا کہ نبی اللہ کسی امام کی تقلید فرمائے بلکہ وہی ہے کہ ان کے عمل، مطابق مذہبِ حنفی ہوں گے، جس سے مذہب حنفی کی سب سے کامل تر تصویب ثابت ہوگی۔ غرض ان کے زمانے میں تمام مذاہب منقطع ہو جائیں گے اور صرف مسائل مذہب حنفی باقی رہیں گے، ولہذا اکابر ائمۂ کشف نے فرمایا ہے کہ چشمۂ شریعت کبریٰ سے بہت نہریں نکلیں اور تھوڑی تھوڑی دور جا کر خشک ہوگئیں مگر مذاہب اربعہ کی چاروں نہریں جوش وآب وتاب کے ساتھ بہت دور تک بہیں آخر میں جا کر وہ تین (۳)

نہریں بھی تھم گئیں اور صرف مزہب حنفی کی نہر اخیر تک جاری رہی۔ یہ کشف اکابر ائمۂ شافعیہ کا بیان ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔''(الملفوظ کامل (ملفوظات اعلیٰ حضرت) حصہ: دوم، ص:۶۲، ۶۳)

''ابومیاں'' کی طرف سے جمہور علمائے احناف اور اعلی حضرت پر نفاقِ خفی کا الزام

چھٹا اقتباس

''اگر تم حنفی ہو تو بتاؤ کہ ان تینوں فقہی مذاہب حنبلی، مالکی اور شافعی کے پیروکاروں میں کوئی اللہ کا ولی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بتاؤ کسی ولی کی اقتدا میں نماز ہوگی یا نہیں؟ افسوس کہ ایک حنفی نماز تو چھوڑ سکتا ہے، مگر کسی شافعی یا حنبلی کی اقتدا نہیں کرسکتا! تعجب ہے کہ تم اپنے اصول کا دوسروں کو پابند بناتے ہو جب کہ ان کے پاس بھی قرآن وسنت سے مستنبط اصول موجود ہیں، جن کو تم برحق کہتے ہو۔ بتاؤ کیا تم تضاد بیانی کے شکار نہیں ہو زبان سے برحق مانتے ہو اور دل سے باطل قرار دیتے ہو قولا حق گردانتے ہو اور فعلا اس کا بطلان کرتے ہو کیا یہ نفاق خفی نہیں ہے؟''(الاحسان کتابی سلسلہ۴/افادات ابومیاں، ص:۲۳)

یہ ابومیاں کا موقف ہے اب اس کا تفصیلی جائزہ ملاحظہ فرمائیں۔

حنفی شافعی امام کے پیچھے نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟ دیوبندیوں کے امام رشید احمد گنگوہی کا نظریہ

حرمین شریفین پر وہابیوں کے تسلط سے قبل چاروں فقہی مذاہب کے مصلے تھے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی سب اپنے اپنے امام کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔ اس کی برائی کرتے ہوئے مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:

''چار مصلے جو کہ مکہ معظّمہ میں مقرر کیے گئے ہیں لاریب امر زبوں (برا)

ہے''۔(سبیل الرشاد ص:۳۲)

اس کے بعد اگلے صفحہ پر یوں لکھا ہے:

''یہ تفرقہ نہ ائمہ دین حضرات مجتہدین سے نہ علمائے متقدمین سے بلکہ کسی وقت میں سلطنت میں کسی امر کی وجہ سے یہ امر حادث ہوا ہے کہ اس کو کوئی اہل علم اہل حق پسند نہیں کرتا پس یہ طعن نہ علمائے حق مذاہب اربعہ پر ہے بلکہ سلاطین پر ہے کہ مرتکب اس بدعت کے ہوئے۔(سبیل الرشاد ص:۳۳)

حنفی شافعی امام کے پیچھے نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟علمائے احناف اہل سنت وجماعت کا موقف

حنفی شافعی کی اقتدا میں نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟ اس متعلق اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ ودیگر علمائے احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر شافعی امام کی عادت مقامات اختلاف میں احتیاط کی ہو تو اس کی اقتدا جائز ہے ورنہ نہیں، ملاحظہ فرمائیں:

شرح ملتقی الابحر میں ہے:

"جواز اقتداء الحنفی بالشافعی اذا کان الامام یحتاط فی مواضع الخلاف"۔(مجمع الانہر شرح منتقی الابحر، باب الوتر والنوافل، المجلد الاول،ص:۱۲۹) یعنی حنفی کا شافعی کی اقتدا کرنا اس وقت جائز ہے جب شافعی امام مقامات اختلاف میں محتاط ہو۔

ردالمحتار میں ہے:

''قال کثیر من المشائخ ان کان عادته مراعاة موضع الخلاف جاز والا فلا۔''(ردالمحتار مطلب فی الاقتداء، المجلد الأول، ص:٤١٦) یعنی اکثر مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر شافعی امام کی عادت مقامات اختلاف میں احتیاط کی ہو تو اس کی اقتدا جائز ہے ورنہ نہیں۔

بحرالرائق میں ہے:

"حاصله ان صاحب الهداية جواز الاقتداء بالشافعی بشرط ان لا یعلم

المقتدی منه ما یمنع صحة صلاته فی رأی المقتدی"۔(بحرالرائق ، باب الوتر والنوافل، المجلد الثانی، ص:٤٥) یعنی حاصل یہ ہے کہ صاحب ہدایہ نے شافعی کی اقتدا کو اس شرط کے ساتھ جائز کہا ہے کہ جب مقتدی امام کے کسی ایسے عمل کو نہ جانتا ہو جو مقتدی کی رائے کے مطابق صحت نماز کے منافی ہے۔

جامع الرموز میں یوں ہے:

"ھذا اذا علم با الأحتراز مواضع الخلاف فلو شك فی الأحتراز لم یجوز الاقتداء مطلقا کما فی النظم فلاباس به اذا لم یشك فی ایمانه ولم یتعصب أی لم یبغض للحنفی۔(جامع الرموز،ج:١،ص:١٧٣) یہ اس وقت ہے جب وہ مقامات اختلاف سے بچنے کا یقین رکھتا ہو اگر اس کے احتراز میں شک ہو تو پھر ہر حال میں اقتدا جائز نہیں، جیسا کہ نظم میں ہے پس اس وقت اس کی اقتدا میں کوئی حرج نہیں جب اس کے ایمان میں شک نہ ہو اور وہ متعصب نہ ہو یعنی حنفی کے ساتھ بغض نہ رکھتا ہو۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"الاقتداء بشافعی المذهب انما یصح اذا کان الامام یتحامی مواضع الخلاف بان یتوضأ من الخارج النجس، من غیر السبیلین کالفصد ولایکون متعصبا ولایتوضأ بالماء الراکد القلیل و أن یغسل ثوبه من المنی ویفرك الیابس منه ویمسح ربع رأسه۔اھ۔(الفتاوی الهندیة،الفسل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیره،ج:١،ص:٨٤) شافعی المذہب کی اقتدا اس وقت صحیح ہے جب وہ مقامات اختلاف میں احتیاط سے کام لیتا ہو، مثلاً سبیلین کے علاوہ سے نجاست کے خروج پر وضو کرتا ہو جیسا کہ رگ کٹوانے پر، متعصب نہ ہو اور نہ ہی قلیل ٹھہرے ہوئے پانی سے وضو کرنے والا ہو اور منی والا کپڑا دھوتا ہو، خشک منی کپڑے سے کھرچ دیتا ہو، سر کے چوتھائی کا مسح کرتا ہو۔

علامہ احمد مصری یوں فرماتے ہیں:

"صحة الاقتداء اذا کان یحتاط فی مواضع الاختلاف کأن یجدد الوضوء بخروج نحو دم وأن یمسح رأسه وأن یغسل ثوبهمن منی أو یفرکه ازا جف۔(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح،باب الوتر،ص:٢١٠) شافعی کی قتدا

کی صحت اس بات پر موقوف ہے کہ وہ مواضع اختلاف میں محتاط ہو، مثلا خون جیسی چیز کے خروج پر نیا وضو کرتا ہو اور سر کا مسح کرتا ہو، منی والے کپڑے کو دھوتا ہو یا خشک ہونے کی صورت میں اسے کھرچ دیتا ہو۔

فتاوی خانیہ میں یوں ہے:

"أما الاقتداء بشفعوی المذهب قالوا لابأس به ازا لم یکن متعصبا وان یکون متوضأ من الکارج النحس من غیر السبیلین ولایتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیه النجاسة۔اھ،ملخصا۔(فتاوی قاضی خان، فصل فی من یصلح الاقتداء وفی من لایصح،ج:۱،ص:۴۳) شافعی المذہب کی اقتدا کے بارے میں علما نے فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ متعصب نہ ہو اور یہ کہ سبیلین کے علاوہ سے نجاست کے خروج پر وضو کرتا ہو اور اس قلیل پانی (جس میں نجاست ہو) سے وضو نہ کرتا ہو۔

خلاصۃ الفتاوی میں یوں ہے:

"الاقتداء بشفعوی المذهب یجوز ان لم یکن متعصبا و یکون متوضأ من الخارج من غیر السبیلین ولایتوضأ بالماء الذی وقعت فیه النجاسة وهو قدر قلتین۔(خلاصة الفتاوی، کتاب الصلاة الاقتداء بأهل الهواء،ج:۱،ص:۱۴۹) شافعی المذہب کی اقتدا جائز ہے اگر وہ متعصب نہ ہو اور غیر سبیلین سے نجاست کے خروج پر وضو کرنے والا ہو اور اس تھوڑے پانی سے وضو نہ کرتا ہو جس میں نجاست گر گئی ہو اور وہ دو قلوں کی مقدار ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ (۱۳۴۰ھ) نے یوں تحریر فرمایا ہے:

"اگر شافعی طہارت و نماز میں فرائض وارکانِ مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہے اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے، اگرچہ حنفی کے پیچھے افضل اور اگر حال رعایت معلوم نہ ہو تو قدرے کراہت کے ساتھ جائز، اور اگر عادت عدم رعایت معلوم ہو تو کراہت شدید ہے اور اگر معلوم ہو کہ خاص اس نماز میں رعایت نہ کی تو حنفی کو اس کی اقتدا جائز نہیں اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی، صورت اول و دوم میں شریک ہو جائے اور صورت سوم میں شریک نہ ہو، اور چہارم میں تو نماز ہی باطل ہے"۔(فتاوی رضویہ مترجم، جلد۶، ص:۵۵۸)

"حنفی جب دوسرے مذہب والے کی اقتدا کرے جہاں اس کی اقتدا جائز ہو کہ اگر

امام کسی ایسے امر کا مرتکب ہو جو ہمارے مذہب میں ناقض طہارت یا مفسد نماز ہے جیسے آب قلیل متنجس یا مستعمل سے طہارت یا چوتھائی سر سے کم کا مسح یا خونِ فصد وریم زخم وقے وغیرہا نجاسات غیر سبیلین پر وضو نہ کرنا یا قدر درم سے زائد منی آلودہ کپڑے سے نماز پڑھنا یا صاحب ترتیب ہوکر باوصف یادِ فائتہ ووسعتِ وقت بے قضائے فائتہ نماز وقتی شروع کر دینا یا کوئی فرض ایک بار پڑھ کر پھر اسی نماز میں امام ہو جانا تو ایسی حالت میں تو حنفی کو سرے سے اس کی اقتدا جائز ہی نہیں اور اس کے پیچھے نماز محض باطل۔ (فتاوی رضویہ مترجم، جلد ۶، ص: ۴۰۷)

جس طرح سے ''مولوی رشید احمد گنگوہی'' نے خانۂ کعبہ کے چار مصلوں کو فقہِ حنفی کے خلاف برا امر اور بدعت قرار دیا ایسے ہی ''ابومیاں'' نے بھی ان سے دو ہاتھ آگے نکلتے ہوئے، کسی حنفی کے شافعی کی اقتدا نہ کرنے کو، قول وفعل اور زبان ودل کا اختلاف کہہ کر ''نفاقِ خفی'' ثابت کیا ہے۔ اس سے اندازہ لگایئے کہ یہ کیسے حنفی اور کیسے مقلد ہیں؟ اور کس طرح سے علمائے احناف اہل سنت وجماعت کی عظمت کو پامال کرنے کی گھنونی سازش رچ رہے ہیں اور ان نفوسِ قدسیہ سے عوام کو بیزار کرنے کے لیے کیسی گندی حرکت کر رہے ہیں۔

''ابومیاں'' کی طرف سے ابنِ تیمیہ کی مدح سرائی

اس جماعت کے نزدیک ''ابومیاں'' وغیرہ تصوف کے اعلیٰ مقام پر کیوں نہ فائز ہوں جب کہ ابنِ تیمیہ جو کہ حقیقت میں گمراہ اور گمراہ گر ہے ان کے نزدیک تو اس کی رفعتیں بھی کمال کی ہیں۔

اہل سنت وجماعت کا موقف آپ ابھی تفصیل سے ملاحظہ کریں گے کہ ''ابن تیمیہ'' گمراہ اور گمراہ گر ہے۔ لیکن وہابیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ کی ضرور قصیدہ خوانی کر کے تعریفوں کے پل باندھے ہیں۔ ''ابومیاں'' کی فکر بھی دیکھیے اور غور کیجیے کہ ان کی فکر اہل سنت وجماعت اور وہابیوں میں سے کس سے میل کھاتی ہے؟ ان کے نزدیک ''ابن تیمیہ'' کا کیا رتبہ ہے اس کو ان کے یہاں سے شائع ہونے والے رسالہ ''الاحسان'' کے حوالے سے ملاحظہ کیجیے:

(۱) ''اللہ تعالیٰ نے شیخ ابن تیمیہ کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا وہ حافظہ، علم وفضل، تقوی وخشیت، زہد وورع، قناعت وصبر، جرأت وشجاعت، سنت کی پیروی، بدعت سے اجتناب اعلائے

کلمۂ حق اور جہاد کے لیے ہمہ وقت کمر بستگی، یہ وہ خصوصیات ہیں جن سے وہ اپنے معاصرین کے درمیان ممتاز اور مشہور ہوئے۔ (الاحسان کتابی سلسلہ ۲ ر ص: ۱۰۷)

(۲) ''اب ضرورت اس بات کی ہے کہ جانب داری سے ہٹ کر ان (ابن تیمیہ) کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اور خصوصاً تصوف کے حوالے سے ان کے نظریات کا مطالعہ کر کے ان کو عام کیا جائے۔ (الاحسان کتابی سلسلہ ۲ ر ص: ۱۴۵)

ابنِ تیمیہ کی شرعی حیثیت

ابن تیمہ کی پہلے شرعی حیثیت ملاحظہ فرمائیں امام حافظ تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی (م ۷۵٦ھ) نے ابن تیمیہ کی گمراہیوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"فانه لما أحدث ابن تيمية ما أحدث في اصول العقائد، ونقض من دعائم الاسلام الأركان والمعاقد بعد ان كان مستترا بتبعية الكتاب والسنة، مظهرا أنه داع الى الحق، هاد الى الجنة، فخرج عن الاتباع الى الابتداع، وشذ عن جماعة المسلمين بمخالفة الاجماع، وقال بما يقتضى الجسمية والتركيب في الذات المقدس، وان الافتقار الى الجزء أى افتقار الله الى الجزء ليس بمحال وقال بحدوث الحوادث بذات الله تعالىٰ، وأن القرآن محدث يتكلم ويسكت ويحدث في ذاته الارادات بحسب المخلوقات، وتعدى في ذلك الى استلزام قِدم العالم، والتزامه بالقول بأنه لا أول للمخلوقات فقال بحوادث لا أول لها، فأثبت الصفة القديمة حادثة والمخلوق الحادث قديماً، ولم يجمع أحد هذين القولين في ملة من الملل ولا نحل من النحل، فلم يدخل في فرقة من الفرق الثلاث والسبعين التي افترقت عليها الأمة"۔(الدرة المضية في الرد على ابن تيمية، ص: ٦، ٧) ابن تیمیہ نے اصول عقائد میں نئی نئی چیزیں ایجاد کیں، اسلام کے ستونوں میں سے ارکان ومعاقد توڑ ڈالے پہلے وہ کتاب وسنت کی آڑ میں چھپ کر خود کو حق کا داعی اور جنت کی طرف ہادی ظاہر کرتا تھا، پھر اتباع سے ابتداع (نئی چیز پیدا کرنا) کی طرف نکلا اور اجماع مسلمین کی مخالفت کر کے جماعت مسلمین سے نکل گیا اور اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ میں

ایسے امر کا قول کیا جو اس کی جسمیت وترکیب کا مقتضی ہے، صاف تصریح کی کہ اللہ عزوجل کے لیے حیز کا محتاج ہونا محال نہیں، حوادث اللہ تعالیٰ کی ذات میں حلول کرتے ہیں، قرآن محدث ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تکلم کیا بعد اس کے کہ اس نے اس (قرآن) کا تکلم نہ کیا تھا، وہ کلام کرتا ہے اور چپ ہو جاتا ہے، ارادے اس کی ذات میں بحسب مخلوقات حادث ہیں، اس نے قدم عالم کا قول کرتے ہوئے یہ کہا کہ: مخلوقات وحوادث کی ابتدا نہیں، اس طرح اس نے صفات قدیمہ کو حادث اور مخلوق حادث کو قدیم ثابت کیا، کسی دین اور مذہب نے ان دونوں قولوں کو جمع کیا جس کے سبب وہ امت کے تہتر فرقوں میں سے کسی میں داخل نہ رہا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے یوں ذکر کیا ہے:

"قال الطوفی سمعته یقول من سألنی مستفیداً حققت له ومن سألنی متعنتاً ناقضته فلایلبث أن ینقطع فأکفی مؤنته وذکر تصانیفه۔۔۔ ومن ثم نسب اصحابه الی الغلو فیه واقتضی له ذلك العجب بنفسه حتی زها علیٰ ابناء جنسه واستشعر أنه مجتهد فصار یرد علیٰ صغیر العلماء وکبیرهم قویهم وحدیثهم حتی انتهیٰ الی عمر فخطأه فی شیء فبلغ الشیخ ابراهیم الرقی فأنکر علیه فذهب الیه واعتذر واستغفر، وقال فی حق علی أخطأ فی سبعة عشر شیئا ثم خالف فیها نص الکتاب منها اعتداد المتوفی عنا زوجها أطول الأجلین وکان لتعصبه لمذهب الحنابلة یقع فی الأشاعرة حتی أنه سب الغزالی فقام قوم کادوا یقتلونه۔۔۔اه

"فذکروا أنه ذکر حدیث النزول فنزل عن المنبر درجتین فقال کنزولی هذا فنسب الی التجسیم ورده علیٰ من توسل بالنبی أو استغاث فأشخص من دمشق فی رمضان سنة خمس وسبع مائة فجری علیه ماجری وحبس مرارا فأقام علیٰ ذلك نحو أربع سنین أو أکثر۔۔۔اه

"وافترق الناس فیه شیعا فمنهم من نسبه الی التجسیم لما ذکر فی العقیدة الحمویة والواسطیة وغیرهما من ذلك کقوله ان الید والقدم والساق والوجه صفات حقیقیة لله وأنه مستو علی العرش بذاته فقیل له یلزم من ذلك التحیز والانقسام فقال أنا لاأسلم أن التحیز والانقسام من خواص الأجسام بأنه یقول بتحیز فی ذات الله،

ومـنـهـم من ينسب الى الزندقة لقوله ان النبى لايستغاث به وأن فى ذلك تنقيصاً ومنعا مـن تـعـظـيـم الـنـبـى وكـان اشـد الـنـاس عليه فى ذلك النور البكرى فانه لما عقد له الـمـجـلـس بسبب ذلك قال بعض الحاضرين يعزر فقال البكرى لامعنى لهذا القول فـانـه ان كـان تـنقيصا يقتل وان لم يكن تنقيصا لايعزر، ومنهم من ينسبه الىٰ النفاق لـقـولـه فـى عـلـى ماتقدم ولقوله انه كان مخذولا حيث ماتوجه وانه حاول الخلافة مـرارا فـلـم ينـلـهـا، وانـما قاتل للرياسة لالالديانة ولقوله انه كان يحب الرياسة وان عثـمان كان يحب المال ولقوله ابوبكر أسلم شيخا يدرى مايقول وعلى أسلم صبيا والـصبـى لايـصـح اسـلامه على قول وبكلامه فى قصة خطبة بنت أبى جهل ومات مانسيها من الثناء علىــــوقصة أبى العاص ابن الربيع وما يؤخذ من مفهومها فانه شنع فى ذلك فألزموه بالنفاق لقوله "ولايبغضك الا منافق" ونسبه قوم الى أنه يسعى فـى الامـامة الـكبـرى فـانه كان يلهج بذكر ابن تومرت ويطريه فكان ذلك مؤكدا لـطول سجنه وله وقائع شهيرة وكان اذا حوقق وألزم يقول لم أردها هذا انما أردت كـذا فيـذكـر احتـمـالا بـعـيـدا"۔اھ كـلام الحافظ بحروفه ملخصا۔(الدرر الكامنة ١/١٥٣تا١٥٦)

طوفی نے کہا میں نے ابن تیمیہ سے یہ کہتے سنا کہ جس نے مجھ سے بغیر استفادہ سوال کیا میں نے اس کے سامنے اپنی تحقیق پیش کی، اور جس نے میری ایذا رسانی اور تلبیس کی خاطر سوال کیا میں نے اس کی مخالفت کی تو جلد ہی اس کا سوال (کلام) ختم ہو جاتا ہے، اور اس کی مشقت دفع ہو جاتی ہے اور انہوں نے اپنی تصانیف ذکر کی......اور اسی وجہ سے اس کے اصحاب کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اس کے بارے میں غلو کیا ہے اور اس کا باعث ومحرک یہ بنا کہ اسے اپنے اوپر فخر وغرور تھا، یہاں تک کہ اس نے اپنے ہم جنسوں پر فخر وتکبر کیا اور یہ گمان کیا کہ وہ مجتہد ہے اور چھوٹے بڑے، پختہ ومعاصر علما کا رد کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچ گیا آپ کے متعلق کسی معاملہ میں خطا کی جب یہ خبر شیخ ابراہیم رقی تک پہونچی تو آپ نے اسے قبیح شنیع کہا اور اس سے منع کیا تو اس نے آپ کے پاس جاکر معذرت طلب کی اور استغفار کیا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہا: سترہ (١٧) چیزوں میں ان سے خطا ہوئی

ہے، جن میں کتاب اللہ کے نص کی مخالفت کی ہے، ان سترہ میں سے ایک یہ ہے کہ انھوں نے بیوہ عورت کی دو مدتوں میں سے طویل مدت کو قرار دیا ہے۔ حنبلیوں کے مذہب کی حمایت کی بنا پر اس نے اشاعرہ کے بارے میں ہجو آمیز کلام کیا یہاں تک کہ امام غزالی کی گستاخی و بے ادبی کی تو کچھ لوگ اسے قتل کرنے کے لیے آمادہ ہو گیے۔

لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ ابن تیمیہ ''حدیث نزول'' ذکر کر کے منبر سے دو زینہ نیچے اترا اور کہا کہ: اللہ کا نزول میرے اسی اترنے کی طرح ہے۔'' تو بعض لوگوں نے اس کا یہ قول فرقۂ مجسمیہ کا عقیدہ قرار دے کر اسے مجسمہ کہا علاوہ ازیں اس شخص نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل یا استغاثہ کرنے والوں کا رد کیا بالآخر امضان ۵۰۷ھ میں دمشق سے باہر کر دیا گیا۔ بہر حال اس کے خلاف جو ہونا تھا ہوا اسے بار بار قید کیا گیا تقریبا چار سال یا اس سے زیادہ قید میں رہا۔

اس کے متعلق لوگوں کا اختلاف ہے بعض نے اس کو مجسمہ کہا اس لیے کہ اس نے ''العقیدۃ الحمویۃ والواسطیۃ اور دوسری کتابوں میں تجسیم کا عقیدہ ذکر کیا ہے انہیں میں سے اس کا قول یہ ہے کہ: ید (ہاتھ) اور قدم (پاؤں) اور ساق (پنڈلی) اور وجہ (چہرہ) اللہ کی حقیقی صفتیں ہیں، وہ بالذات عرش پر مستوی ہے، اس عقیدہ کے سبب ابن تیمیہ سے کہا گیا کہ اس سے تو اللہ کا حیز و مکان میں ہونا اور منقسم ہونا اجسام کا خاصہ ہے تو اس پر یہ الزام وارد کیا گیا کہ اللہ کی ذات کے متعلق اس کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ حیز و مکان میں ہے۔

اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ:

وہ زندیق ہے دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ نبی پاک سے استغاثہ نہ کیا جائے اور اس میں نبی کی تعظیم کی تنقیص ہے اس معاملہ میں اس پر سب سے زیادہ سخت نور بکری تھے کیوں کہ ابن تیمیہ کے ان معاملات وخرافات کے سبب اس کے لیے ایک مجلس قائم کی گئ تو بعض حاضرین مجلس نے کہا کہ وہ لائق تعزیر ہے۔ تو نور بکری نے کہا کہ یہ بے معنی اور بے مطلب بات ہے اگر یہ تنقیص ہے تو اسے قتل کیا جائے اور اگر تنقیص نہیں تو تعزیر نہیں۔

اور بعض لوگ اسے منافق کہتے ہیں اس لیے کہ وہ حضرت علی کے متعلق گزشتہ خیالات رکھتا ہے اور اس لیے کہ وہ کہتا ہے کہ علی جہاں گیے کسی نے ان کی مدد نہ کی۔ اور یہ بھی

کہا کہ انھوں نے بارہا خلافت کا قصد کیا تو اس میں کامیابی نہ ملی، اور انھوں نے ریاست و سرداری کے لیے قتال کیا دیانت کے لیے نہیں، اور اس لیے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ انہیں سرداری پسند تھی، اور عثمان کو مال محبوب تھا، اور اس نے یہ کہا کہ ابوبکر بڑھاپے میں اسلام لائے انہیں اپنی باتوں کا علم تھا، اور علی بچپن میں اسلام لائے اور ایک قول کے مطابق بچے کا اسلام لانا صحیح نہیں، اور اس وجہ سے کہ ابوجہل کی بیٹی کے نکاح اور ابوالعاص ابن الربیع کے واقعہ میں اسے کام تھا، اس واقعہ سے جو کچھ ماخوذ ومفہوم ہوتا ہے اس میں اس نے حضرت علی پر طعن وتشنیع کی انہیں تمام وجھوں سے لوگوں نے اس پر نفاق کا الزام لگایا کیوں کہ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا: ''اور منافق ہی تم سے بغض رکھے گا''۔

اور بعض لوگوں نے اس کے متعلق یہ کہا کہ وہ امامت کبری کے لیے کوشاں تھا کیوں کہ وہ ابن تومرت کے ذکر کا شیفتہ وفریفتہ تھا، اور اس کی تعریف میں مبالغہ کرتا اور یہ بات بالکل صحیح و درست ہے، اور اس کے علاوہ اس کے بہت سے مشہور واقعات ہیں۔ جب اس کی شدید مخالفت ہوئی اور اس پر الزام لگایا گیا تو وہ کہنے لگا میرا مقصد یہ نہ تھا میرا ارادہ تو صرف یہ تھا، اس طرح سے بعید احتمال ذکر کرتا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یوں لکھا ہے:

"كان الله ولم يكن شيء قبله تقدم في بدء الخلق بلفظ ولم يكن شيء غيره وفي رواية أبي معاوية كان الله قبل كل شيء وهو بمعنى كان الله ولاشيء معه وهي أصرح في الرد علىٰ من أثبت حوادث لاأول لها من رواية الباب وهي من مستشنع المسائل المنسوبة لابن تيمية"اه.(فتح الباری شرح بخاری۱۳/ ٤۱۰) اللہ تعالیٰ موجود تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز موجود نہ تھی، اس سے پہلے ''باب بدء الخلق'' میں یہ لفظ گزرا اور اللہ کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی، ابومعاویہ کی روایت میں یہ ہے کہ اللہ ہر شئی سے پہلے موجود تھا۔ ان احادیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی شئی نہ تھی، اس میں ان لوگوں کا کھلا ہوا رد ہے جو اس باب کی روایت سے یہ ثابت کرتے ہیں کچھ ایسے حوادث موجود ہیں جن کے وجود کی ابتدا نہیں، ابن تیمیہ کی طرف منسوب شنیع مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

"والحاصل أنهم ألزموا ابن تيمية بتحريم شد الرحل الیٰ زيارة قبر سيدنا رسول اللہ صلى الله تعالیٰ عليه وسلم وأنكرنا صورة ذلك وفی شرح ذلك من الطرفين طول وهى من ابشع المسائل الى المنقولة عن ابن تيمية"۔اھ۔(فتح الباری شرح بخاری۳/٦٦) حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں کا ابن تیمیہ پر یہ الزام ہے کہ وہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لیے سفر کرنا حرام قرار دیتا ہے اور ہمیں اس کا ظاہر پسند نہیں طرفین نے اس کی طویل شرح کی ہے اور یہ بدترین مسئلہ بھی ابن تیمیہ سے منقول ہے۔

دوسرے مقام پر ابن تیمیہ کے ایک متبع کے احوال میں فرماتے ہیں:

" قال الشهاب ابن حجی كان جيد الفهم مشهورا بالذكاء قال وكان فی أواخر أمره قد أحب مذهب الظاهری وسلك طريق الاجتهاد وصار يصرح بتخطئة جماعة من أكابر الفقهاء علیٰ طريقة ابن تيمية"۔اھ(الدرر الکامنة۲/۳۱۲) شہاب ابن حجی نے کہا کہ وہ اچھی فہم والا مشہور ذہین شخص تھا آخر میں اس نے مذہب ظاہری کو پسند کیا، اور اجتہاد کا طریقہ اختیار کیا اور ابن تیمیہ کے طریقہ پر کھلم کھلا اکابر فقہا کی جماعت کو خطا کار ٹھہرانے لگا۔

امام ابنِ حجر (م۸۵۲ھ) نے اللسان میں ابن مطہر (ابن تیمیہ ابن مطہر کے کلام کا سخت رد کیا کرتا تھا) کے حالات میں ابن تیمیہ پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں کہا:

"لكن وجدته كثير التحامل الى الغاية فی رد الأحاديث التی يوردها ابن المطهر وان كان معظم ذلك من الموضوعات والواهيات، لكنه رد فی رده كثيرا من الأحاديث الجياد التی لم يستحضر حالة التصنيف مظانها لأنه كان لاتساعه فی الحفظ يتكل على ما فی صدره والانسان عامد للنسيان۔ وكم من مبالغة لتوهين كلام الرافضی أدته أحيانا الیٰ تنقيص على رضی الله عنه وهذه الترجمة لاتحتمل ايضاح ذلك وايراد أمثلته"۔اھ(لسان المیزان،٦/۳۱۹) لیکن میں نے اسے (ابن تیمیہ کو) ابن مطہر کی ذکر کردہ حدیثیں رد کرنے پر مکمل متوجہ پایا اگر چہ اس کا عظیم حصہ موضوعات اور واہیات سے ہے لیکن اس نے اس کے رد میں بہت سی جید حدیثوں کو بھی رد کیا، وہ مقامات بحالت

تصنیف مجھے مستحضر نہیں، وہ اپنی وسعت حفظ کے سبب اپنے میں محفوظ معانی پر اعتماد کیا کرتا تھا، اور انسان نسیان کا قصد کرتا رہتا ہے (قصداً بھول جاتا ہے)۔ اور رافضیوں کے کلام کی اہانت کے لیے بارہا ایسے مبالغے کیے جن سے بسا اوقات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیصِ شان کی نوبت آئی، اس سوانح میں اس کی توضیح وتمثیل کی گنجائش نہیں۔

مشہور سیاح ابن بطوطہ (م ۷۷۹ھ) نے اپنے سفرنامہ میں ابن تیمیہ کا یوں ذکر کیا ہے:

"وکان بدمشق من کبار فقهاء الحنابلة تقی الدین بن تیمیة کبیر الشام یتکلم فی الفنون الا أن فی عقله شیئا وکنت اذ ذاك بدمشق فحضرته یوم الجمعة وهو یعظ الناس علیٰ منبر الجامع ویذکرهم فکان من جملة کلامه أن قال: [ان الله ینزل من سماء الدنیا کنزولی هذا] ونزل درجة من درج المنبر"۔ (سفرنامه ابن بطوطه، ۱/۱۰۹، ۱۱۰) دمشق میں تقی الدین ابن تیمیہ عظیم حنبلی فقیہ، شام کے معزز اشخاص میں سے تھا، مختلف علوم وفنون میں ملکۂ کلام رکھتا تھا، مگر اس کی عقل میں کچھ کمی تھی۔ میں دمشق میں جمعہ کے دن اس کے پاس پہنچا وہ جامع مسجد کے منبر پر لوگوں کو وعظ کر رہا تھا دوران وعظ اس کے کلام کا ایک حصہ یہ تھا: [اللہ آسمانِ دنیا سے اس طرح نزول فرمائے گا جیسا کہ اس منبر سے میں اتر رہا ہوں] یہ کہہ کر منبر کی سیڑھیوں میں سے ایک سیڑھی اترا۔

علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ (م ۱۳۵۰ھ) نے ملا علی قاری قدس سرہ (م ۱۰۱۴ھ) کے اس قول کو نقل کیا ہے:

"ومنهم ملا علی القاری الحنفی قال فی شرحه علی الشفاء: وقد فرط ابن تیمیة من الحنابلة حیث حرم السفر لزیارة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کما أفرط غیره، حیث قال: کون الزیارة قربة معلومة من الدین بالضرورة، وجاحده محکوم علیه بالکفر ولعل الثانی أقرب الی الصواب لأن تحریم ما أجمع العلماء فیه بالاستحباب یکون کفراً لأنه فوق تحریم المباح المتفق علیه فی هذا الباب۔اهـ (شواهد الحق، ص: ۱۸۵) انہیں حضرات میں سے ملا علی قاری حنفی ہیں جنھوں نے اپنی شفا میں کہا: ابن تیمیہ حنبلی دوسروں کے افراط کی طرح تفریط اور کوتاہی کی کیوں کہ اس نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفر زیارت کو حرام قرار دیا۔ انھوں نے کہا: اس پر علما نے فرمایا کہ

زیارت کا دین کی قربت مخصوصہ ہونا بدیہی چیز ہے اس کے منکر پر حکم کفر ہے۔ اور امید کہ ثانی درستگی کے زیادہ قریب ہے اس لیے کہ جس امر کے استحباب پر علما کا اجماع ہے اسے حرام قرار دینا کفر ہے کیوں کہ اس باب میں اس کی تحریم کا حکم متفق علیہ مباح کی تحریم سے بڑھ کر ہے۔

شام کے زعیم الاشراف علامہ تقی الدین حصنی (م۸۲۹ھ) نے ابن تیمیہ کے رد پر ایک مستقل کتاب "دفع شبه من شبه وتمرد ونسب ذلك الىٰ السيد الامام أحمد" تحریر فرمائی، آپ اس کتاب میں ابن تیمیہ کی حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں:

"الشامين كتبو فتيا أيضا فى ابن تيمية لكونه أول من أحدث هذه المسألة التى لاتصدر الا ممن فى قلبه ضغينة لسيد الأولين والآخرين"۔(دفع شبه من شبه وتمرد ونسب ذلك الىٰ السيد الامام أحمد، ١/٤٥) شامیوں نے بھی ابن تیمیہ کے بارے میں فتوے لکھے کیوں کہ سب سے پہلے ابن تیمیہ نے اس مسئلہ کا اختراع کیا، یہ اسی شخص کی حرکت ہوسکتی ہے جو سید الاولین والآخرین سے دلی کینہ رکھتا ہو۔

عبدالحی کتانی (م۱۳۸۲ھ) نے فہرس الفہارس میں ابن تیمیہ کے حالات کے تحت یوں ذکر کیا ہے:

"ومن اشنع ما نقل عن ابن تيمية أيضا قوله [شفاء القاضى عياض] غلا هذا المغيربى"۔اه(فهرس الفهارس، ١/٢٧٧، ٢٧٨) ابن تیمیہ سے جو بدترین چیزیں منقول ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے قاضی عیاض کی شفا کے بارے میں کہا کہ: اس حقیر وذلیل مغربی نے غلو کیا۔

علامہ احمد ابن حجر ہیتمی (م۹۷۳ھ) نے ابن تیمیہ کے متعلق یوں فرمایا:

"قلت من هو ابن تيمية حتى ينظر اليه أيعول فى شئ من أمور الدين عليه؟ وهل هو الا كما قال جماعة من الأئمة الذين تعقبوا كلماته الفاسدة وحججه الكاسدة حتى أظهروا عوار سقطاته، وقبائح أوهامه وغلطاته كالعز بن جماعة: عبد أضله الله تعالىٰ وأغواه وألبسه رداء الخزى وأرداه وبوأه من قوة الافتراء والكذب ما أعقبه الهوان وأوجب له الحرمان هذا ما وقع من ابن تيمية مما ذكر وان كان عثرة لاتقال أبدا ومصيبة يستمر عليه شؤمها دوما سرمدا"۔(الجوهر المنظم

فی زیارۃ القبر الشریف النبی المکرم،ص: ۳۰) میں کہتا ہوں ابن تیمیہ کون ہے کہ جس کی طرف نظر کی جائے یا دین کے معاملات میں اس کو معتمد جانا جائے؟ وہ تو صرف وہی ہے جو ائمہ کی جماعت نے فرمایا، ان حضرات نے اس کے فاسد کلمات اور اس کی کھوٹی دلیلوں پر سخت گرفت فرمائی، یہاں تک کہ اس کی لغزشوں کا عیب، اور اس کے قبیح اوہام و اغلاط کی حقیقت بے نقاب کر کے رکھ دیا، ان ائمہ کی صف میں عز بن جماعہ (م ۷۲۸ھ) ہیں جنہوں نے کہا:

وہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ نے گمراہ اور برگشتہ راہ فرمایا اور اس پر ذلت وخواری کی چادر ڈالی اور اس کے کثرت کذب و افترا کے سبب اسے ایسے مقام پر پہنچایا جس کا انجام رسوائی اور محرومی کے سوا کچھ نہیں ابن تیمیہ سے مذکورہ چیزوں میں سے جو کچھ بھی واقع ہوا وہ اگر چہ لغزش وخطا ہے مگر اسے درگزر نہیں کیا جا سکتا یہ اس کی ایسی مصیبت ہے جس کی نحوست ہمیشہ اس پر چھائی رہے گی۔

امام ابو بکر حصنی دمشقی (م ۸۲۹ھ) یوں فرماتے ہیں:

"قال بعض العلماء من الحنابلة فی الجامع الأموی فی ملأ من الناس: لو أطلع الحصنی علی ما أطلعنا علیه من کلامه لأخرجه من قبره وأحرقه۔" (دفع شبه من شبّه وتمرد ونسب ذلك الی السید الجلیل الامام أحمد،ص:۵۳) بعض حنبلی علمائے کرام نے لوگوں کے مجمع میں جامع مسجد اموریہ میں فرمایا: اگر امام حصنی ابن تیمیہ کے اس کلام پر مطلع ہو جاتے جس پر ہم مطلع ہوئے تو اس کو قبر سے نکال کر جلا دیتے۔

اسی میں ہے:

"وکان ابن تیمیة ممن یعتقد ویفتی بأن شد الرحال الیٰ قبور الأنبیاء حرام لاتقتصر فیه الصلاة، ویصرح بقبر الخلیل وقبر النبی صلی اللہ علیهما وسلم۔" (دفع شبه من شبّه وتمرد ونسب ذلك الی السید الجلیل الامام أحمد،ص: ۱۲۲،۱۲۳) ابن تیمیہ کا یہ اعتقاد اور یہ فتویٰ تھا کہ انبیا کی قبروں کی طرف "شد رحال" کرنا حرام ہے، اس سفر میں قصر نہ کرے حضرت خلیل اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم کی قبر کے متعلق صراحۃً ذکر کیا۔

ابن تیمیہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ (م ۱۳۴۰ھ) فرماتے ہیں:

"والصواب أن ابن تيمية ضال مضل"۔(المستند المعتمد بناء نجاة الأبد،ص:٦٦)ابن تیمیہ ضال ومضل (گمراہ وگمراہ گر) ہے۔

''متاخرین حنابلہ میں بعض خبثا مجسمہ ہوگئے جیسے ابن تیمیہ وابن قیم''۔(فتاوی رضویہ قدیم جلد۱۱رص:۴۹)

جو اسلامی نظریات کی رو سے گمراہ یا کافر ہوں، یا کسی گمراہ یا کافر کی حمایت کر کے اس کے کفریات وگمراہیت کو چھپاتے ہوں تو وہ اسلامی تصوف کے دشمن کہلائیں گے اس کے محافظ و پاسبان نہیں اگر وہ اپنے آپ کو محافظ و پاسبان ظاہر بھی کریں تو ان کی حیثیت اس چور کی طرح ہوگی جو مال کو خود چرانے کی فراق میں رہ کر حفاظت کا ڈھونگ کرے۔ مذکورہ تحریر سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ ''ابومیاں'' اپنا کتنا بھیانک چہرہ حجاب تصوف میں چھپانے کے لیے کوشاں ہیں۔حالاں کہ اتباع شریعت کیے بغیر تصوف کا ڈھونگ کسی کام کا نہیں جیسا کہ سیدالاولیا، سند الاصفیا حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۵٦١ھ) فرماتے ہیں:

''كل حقيقة لا تشهد لها الشريعة فهي باطلة"۔(طبقات الأوليا،ج:١،ص:١٣١) ہر حقیقت (منازل ولایت کی سب سے آخری منزل) اگر شریعت مطہرہ کے خلاف ہو تو وہ باطل ہے۔

اسلامی تصوف صرف نظری وظاہری ہی نہیں ہے بلکہ حقیقت کا نام ہے جس کی تعبیر ان الفاظ میں بھی کی جاتی ہے کہ تصوف قال نہیں بلکہ حال ہے۔ایسے لوگوں کی اب اصلی صورت ظاہر ہوچکی ہے، اب یہ کسی بھی لبادے یا چولے میں آئیں اور کیسا بھی پردہ ڈالیں ان سے دھوکے میں پڑ کر ان کے مکر وفریب کے جال میں نہ پھنسا جائے، بلکہ علمائے کرام کا یہ فرض منصبی ہے کہ ایسے لوگوں کی قبیح اور بیہودہ مزخرفات سے لوگوں کو ڈرائیں، ان کی چھپی چالوں کو کھولیں اور خفیہ مکرو فریب اور دھوکے کو ظاہر کریں اور ان کو حق وصداقت کا آئنہ دکھائیں۔

شدت غم سے نکل آئے ہیں آنسو ورنہ　　مدعا اپنا نہیں آپ سے شکوہ کرنا